آسان نصاب

(حصہ اول)

اہل سنت والجماعت کے چند اصول وعقائد
اور اجماعی مسائل

کے

شرعی دلائل

مؤلف: مولانا ہلال احمد مولانا محمد عثمان

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

لمحۂ فکریہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ، اَمَّا بَعْدُ:

فتنوں کا مقابلہ کرنے والوں کا مقام

دلائل النبوۃ بیہقی بحوالہ مشکوۃ صفحہ نمبر ۵۸۴ پر روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس امت کے آخر میں کچھ لوگ ہوں گے جن کو اجر امت کے پہلوں جیسا دیا جائے گا، یہ لوگ معروف کا حکم کریں گے اور برائیوں سے روکیں گے اور اہل فتنہ سے لڑیں گے''۔

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب لدھیانوی مذکورہ حدیث کے تعلق سے فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ کا نظامِ قدرت و حکمت بھی عجیب ہے، بعض بزم جہاں میں دیر سے آتے ہیں مگر ان کو نشست صدیقینِ اولین کے پہلو میں دی جاتی ہے۔ یعنی المعروف کا حکم کرنا المنکر سے روکتے رہنا اور فتنہ پروروں سے برسر کار رہنا یہ تین وصف ایسے ہیں جو پچھلوں کو پہلوں سے ملا دیتے ہیں۔

بلاشبہ علم وفضل عبادت تقویٰ ،زہد وتقدس یہ ایمانی اوصاف بھی نہایت گراں ہیں ،مگران اوصاف سے آدمی مقبولیت عنداللہ میں اپنے ہم عصروں سے آگے نکل سکتا ہے تاہم اس کا شمار اسی زمانے میں ہوگا جس میں وہ پیدا ہوا اور اسکے اجر وثواب کا پیمانہ بھی اسی دور کے لحاظ سے متعین ہوگا، لیکن جو چیز قرون متاخرہ (آخر زمانے) کیافراد کو قرون اولیٰ (پہلے زمانے) کی شخصیت بنادیتی ہے وہ صرف امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور اہل فتنہ سے برسرپیکار رہنا ہے۔

کیا غیر مقلدین اہلِ سنت والجماعت سے خارج ہیں؟

غیر مقلدین کے اہلِ سنت والجماعت ہونے پر سوالیہ نشان ہے کیونکہ غیر مقلدین اصول وعقائد و اجماعی مسائل میں اہلِ سنت والجماعت سے اختلاف رکھتے ہیں اور ان کا انکار کرتے ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	عناوین	اہل سنت والجماعت (احناف، مالکیہ، شوافع، حنابلہ) کا موقف	غیر مقلدین کا موقف
		اصول	
۱	شرعی دلائل	کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع، قیاس مجتہد	قرآن، حدیث
۲	خلفائے راشدین کی سنت	سنتِ خلفائے راشدین سنت ہے	سنت نہیں بدعت ہے
۳	اقوال وافعالِ سلف کی حجیت	اقوال وافعالِ سلف حجت ہیں	اقوال وافعالِ صحابہ بھی حجت نہیں
۴	مسالکِ اربعہ کی تقلید	چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے	تقلید شرک وحرام
		عقائد	
۵	اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جاننا	اللہ تعالیٰ حاضر وناظر ہے	اللہ تعالیٰ حاضر وناظر نہیں ہے
۶	روضۂ اطہر کی زیارت	روضۂ اطہر کی زیارت مستحب ہے	روضۂ اطہر کی زیارت بدعت ہے
۷	قبر اطہر میں نبی کریم ﷺ کی حیات	وفات کے بعد قبر اطہر میں نبی کریم ﷺ کو حیات حاصل ہے	قبر اطہر میں نبی کریم ﷺ کو حیات حاصل نہیں
۸	اولیاء اللہ کی کرامات	اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں	کرامات ممکن ہی نہیں

اجماعی مسائل

۹	وسیلہ	جائز ہے	شرک ہے
۱۰	ایصال ثواب	جائز ہے	حرام وبدعت ہے
۱۱	نماز تراویح	بیس رکعات ہے	کچھ تراویح کے منکر ہیں اور کچھ آٹھ رکعات مانتے ہیں
۱۲	عورتوں مردوں کی نماز	عورتوں اور مردوں کی نماز میں فرق ہے	عورتوں اور مردوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں
۱۳	نماز کیلئے عورتوں کا مسجد جانا	نماز کیلئے عورتوں کا مسجد جانا مکروہ تحریمی ہے	نماز کیلئے عورتوں کا مسجد جانا ضروری ہے

۱۴	عورتوں کی عیدین اور جمعہ کی نماز میں حاضری	عورتوں کی عیدین اور جمعہ کی نماز میں حاضری مکروہ تحریمی ہے	عورتوں کی عیدین اور جمعہ کی نماز میں حاضری ضروری ہے
۱۵	تعدد ازدواج	نکاح میں بیویوں کی تعداد صرف چار تک	بیک وقت دس بیویاں رکھ سکتے ہیں
۱۶	سوتیلی خالہ (باپ ایک ماں الگ) کیساتھ نکاح کی حرمت	سوتیلی خالہ کے ساتھ نکاح حرام ہے	سوتیلی خالہ سے اسکے بھانجے کا نکاح درست ہے

۱۷	دادی کے ساتھ نکاح کی حرمت	دادی کے ساتھ پوتے کا نکاح حرام ہے	دادی کے ساتھ پوتے کا نکاح جائز ہے
۱۸	احرام کی حالت میں	احرام کی حالت میں بیوی سے ہمبستری پر حج فاسد ہو جاتا ہے	احرام کی حالت میں بیوی سے ہمبستری پر حج فاسد نہیں ہوتا
۱۹	نماز میں شرم گاہ کا ڈھکنا	نماز میں شرم گاہ کا ڈھکنا شرط ہے	عورت اگر ننگی نماز پڑھے تو نماز درست ہے
۲۰	نماز کے لئے جگہ کی پاکی	نماز کے لئے جگہ کی پاکی شرط ہے	نماز کے لئے جگہ کی پاکی شرط نہیں ہے

۲۰	نماز کے لئے جگہ کی پاکی	نماز کے لئے جگہ کی پاکی شرط ہے	نماز کے لئے جگہ کی پاکی شرط نہیں ہے
۲۱	نمازی کے کپڑوں کی پاکی	نمازی کے کپڑوں کی پاکی شرط ہے	نمازی کے کپڑوں کی پاکی شرط نہیں ہے
۲۲	قرآن چھونا	بغیر وضو کے قرآن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں	بغیر وضو کے قرآن کو ہاتھ لگانا جائز ہے
۲۳	حائضہ اور جنبی کیلئے قرآن کریم کی تلاوت	حائضہ اور جنبی کیلئے قرآن کریم کی تلاوت کی ممانعت ہے	حائضہ اور جنبی قرآن کریم کی تلاوت کر سکتے ہیں

۲۴	سجدۂ تلاوت	بغیر وضو کے سجدۂ تلاوت کرنا جائز نہیں	بغیر وضو کے سجدۂ تلاوت جائز ہے
۲۵	نمازِ قصر کیلئے مسافت کی حد	نمازِ قصر کیلئے مسافت کی تحدید ہے	نمازِ قصر کیلئے مسافت کی حد نہیں ہے
۲۶	چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا	چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا ضروری ہے	چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا بدعت ہے
۲۷	جمعہ کی دو اذانیں	جمعہ کی دونوں اذانیں مسنون ہیں	جمعہ کی پہلی اذان بدعت ہے
۲۸	عیدین کو جمعہ کی نماز کا مسئلہ	اگر جمعہ اور عید ایک دن ہو تو دونوں کی ادائیگی ضروری ہے	اگر جمعہ اور عید ایک دن ہو تو جمعہ ساقط ہے

ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہوتی ہے	ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہوتی ہیں	ایک مجلس کی تین طلاقوں کا حکم	۲۹
جھاڑ پھونک شرک ہے	غیر شرکیہ جھاڑ پھونک جائز ہے	جھاڑ پھونک کی شرعی حیثیت	۳۰
خوابوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے	اچھے خواب مبشرات (خوشخبری) ہیں	خوابوں کی شرعی حیثیت	۳۱
کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ ان سے کفر وشرک عائد ہوتے ہیں	قصے اور واقعات عبرت کا باعث ہیں	قصوں کی شرعی حیثیت	۳۲
تصوف شرک وبدعت ہے	تصوف جائز ہے	تصوف کی شرعی حیثیت	۳۳

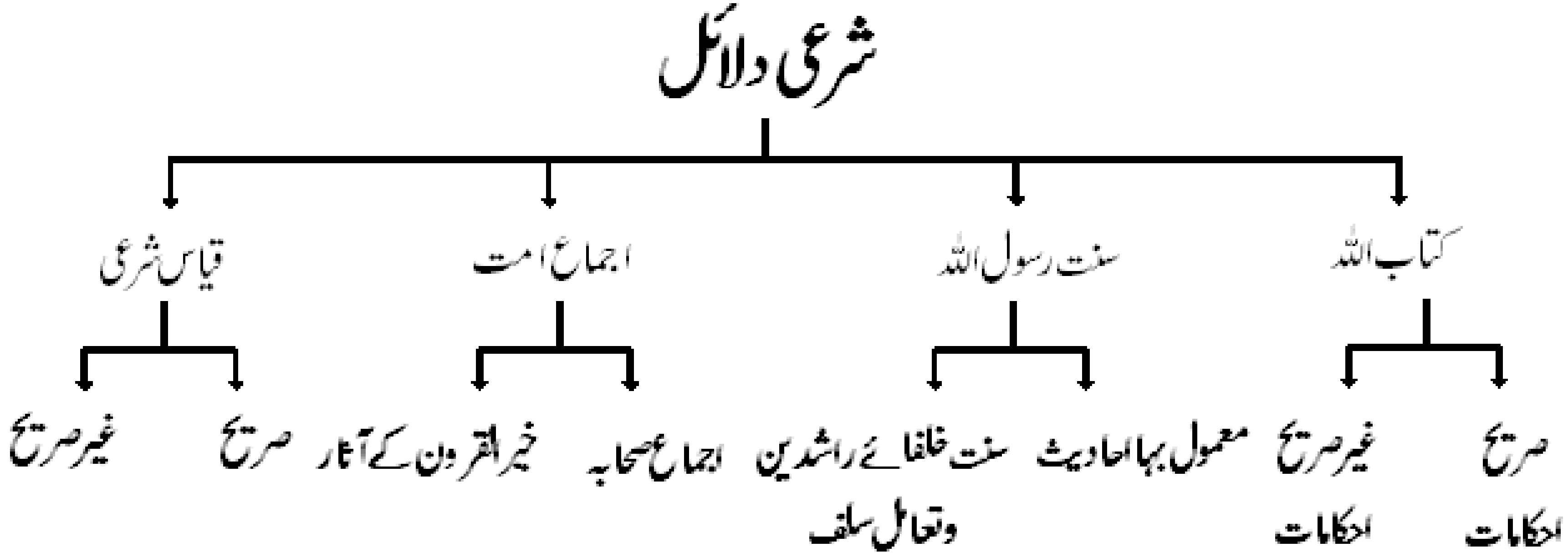
شرعی دلائل
کتاب اللہ
سنت رسول اللہ
اجماع امت
قیاس شرعی
صریح احکامات
غیر صریح احکامات
معمول بہا احادیث
سنت خلفائے راشدین وتعامل سلف
اجماع صحابہ
خیر القرون کے آثار
صریح
غیر صریح

فقہی اصطلاحات

نمبرشمار	حکم	دلائل
۱	فرض	دلیل قطعی: صریح آیت، حدیث متواتر، اجماع امت
۲	واجب	دلیل ظنّی: غیر صریح آیت، حدیث غیر متواتر، قیاس مجتہد
۳	سنت مؤکدہ	صحیح صریح حدیث
۴	سنت غیر مؤکدہ یا سنن زوائد، مستحب	احادیث ضعیفہ، اقوال واعمال سلف
۵	مندوب، مباح، نفل	اقوال واعمال سلف
۶	حرام	دلیل قطعی یا فرض کی مخالفت
۷	مکروہ تحریمی	دلیل ظنّی یا واجب کی مخالفت
۸	مکروہ تنزیہی	مستحب کی مخالفت

تقلید

اہل سنت والجماعت :- جمیع اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ تقلید شرعی واجب ہے۔

غیر مقلدین:- غیر مقلدین کا مسلک یہ ہے کہ تقلید شرک وحرام ہے۔

تقلید کی تعریف :- تقلید غیر کی اتباع کرنا اُس کے برحق ہونے کے گمان پر بلا کسی دلیل کے مطالبہ کے۔(نامی شرح حسامی) یا

تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلا دے گا اور اُس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا۔

تقلید کا مدار حسن ظن پر ہے۔جس شخص کے متعلق یہ گمان ہوتا ہے کہ وہ دین کے معاملہ میں کوئی بات بے دلیلِ شرعی کے نہیں کہتا اُس کا اتباع کرلیا جاتا ہے۔اگر چہ کہ وہ کوئی دلیل بھی مسئلہ کی بیان نہ کرے اُسی کا نام تقلید ہے۔اور جس شخص کے متعلق یہ اعتقاد نہیں ہوتا وہ دلیل بھی بیان کرے تو بھی شبہ رہتا ہے۔

تقلید کی حقیقت :- تقلید کی حقیقت یہ نہیں ہے کہ امام کے قول کو حدیث وقرآن سے زیادہ سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ یہ حقیقت ہے کہ ہم کو اتنا علم نہیں جتنا کہ اُن فقہا کو تھا جنہوں نے نصوص سے فقہ کو مرتب کیا۔ جس فہم اور احتیاط کے ساتھ وہ مسائل کا استخراج کرسکتے تھے ہم نہیں کرسکتے۔

ائمہ کی تقلید کے معنی :- تفسیر یہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی احادیث وارشادات پر عمل کرتے ہیں اس تفسیر پر جو ائمہ نے بیان کی ہے کیوں کہ وہ ہمارے نزدیک درایت وفقہ کے اعلیٰ مقام پر ہیں۔ اتباع قرآن وحدیث مقصود بالذات ہوگا اور ائمہ محض واسطہ فی التفہیم (سمجھنے میں واسطہ) ہوں گے۔ جو شخص بلاواسطہ عمل بالحدیث کا دعویٰ کرتا ہے وہ حدیث کا اتباع اپنی فہم (سمجھ) کے ذریعے کرتا ہے۔ اور یقیناً سلف صالحین کی فہم وعقل وورع وتقویٰ ودیانت وامانت وخشیت واحتیاط ہمارے اور آپ سے زیادہ تھی تو بتلایئے عمل بالحدیث کس کا کامل ہوا؟ اُن (غیر مقلدین) کا جو اپنی فہم کے ذریعے سے حدیث پر عمل کرتے ہیں یا مقلد کا جو سلف کے ذریعے حدیث پر عمل کرتا ہے۔

یہ دین کا کچا محل نہیں، اہل اجتہاد نے من گھڑت باتوں پر بنیاد نہیں رکھی ہے۔ اُن کے یہاں خودرائی کا کام ہی نہیں۔ مجتہدین جیسے دوسروں کو پابند بناتے ہیں خود بھی پابند ہیں کوئی بات بلادلیل شرعی کے نہیں کہتے۔ تو اُن کی تقلید، تقلید شرعی ہوئی۔ اُس کا نام چاہے کچھ رکھ لو۔

تقلید کے دلائل

تقلید کا ثبوت قرآن کریم سے

☼ یاایھا الذین امنو اطیعوا اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم ۔ترجمہ:-اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور تم میں سے جو اولوالامر ہیں اُن کی (سورۂ نساء آیت نمبر ۵۹)

☼ وَاِذَا جَاءَھُمْ اَمْرٌ مِنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِہٖ وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُوْلِی الْاَمْرِ مِنْھُمْ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْھُمْ ۔ ترجمہ: جب اُن کے پاس امن یا خوف کا کوئی معاملہ آتا ہے تو اسے مشہور کر دیتے ہیں، اگر حضور اکرم ﷺ اور اپنے میں سے اولوالامر کے پاس لے جاتے ہیں تو ان میں جو مجتہدین ہیں اسے اچھی طرح جان لیتے (سورۂ النساء آیت نمبر:۸۳)

اس آیت سے صراحتاً ائمہ مجتہدین کی اتباع کا ثبوت ملتا ہے۔اس آیت سے اصولی ہدایت مل رہی ہے کہ جو لوگ تحقیق ونظر کی صلاحیت نہیں رکھتے ان کو اہل اجتہاد کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔اور وہ لوگ جو راہ عمل متعین کریں اس پر عمل کرنا چاہئے۔اسی کا نام تقلید ہے۔

☼ وَاتَّبِعْ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ترجمہ: اُس شخص کے راستے کی پیروی کرو جو میری طرف رجوع کئے ہوئے ہے۔ (سورۂ لقمان آیت نمبر ۱۵)

☼ فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون ترجمہ: اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ (سورۂ النحل آیت نمبر :۴۳، سورۂ انبیاء آیت نمبر :۷)

خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیت کریمہ میں اہل ذکر سے مراد اہل علم ہیں۔ صاحب روح المعانی علامہ آلوسی بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ جس چیز کا علم خود کو نہ ہو اُس میں علماء سے رجوع کرنا واجب ہے (روح المعانی ۱۴:۱۴۸)

۞ فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون۔ ترجمہ: کیوں نہ نکلے ہر فرقہ میں سے ایک جماعت تا کہ تفقہ فی الدین حاصل کرے اور جب واپس آئے تو اپنی قوم کو ہوشیار اور بیدار کرے تا کہ وہ دین کی باتوں کو سن کر اللہ کی نافرمانی سے بچیں۔ (سورہ توبہ آیت نمبر ۱۲۲)

اس آیت کریمہ میں اس بات کی تاکید ہے کہ مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہئے جو تفقہ (دین کی سمجھ) حاصل کرنے میں مشغول رہے، تا کہ یہ جماعت اُن لوگوں کو احکام شریعت بتلائے جو اپنے آپ کو تحصیل علم کی خاطر فارغ نہ کر سکے۔ اور جو لوگ تفقہ نہیں رکھتے وہ اِن کے بتلائے ہوئے طریقوں اور احکام پر عمل کریں اور اللہ کی نافرمانی سے بچیں۔ اسی کا نام تقلید ہے۔ اور دیگر آیات بھی ہیں جن سے تقلید کا ثبوت ملتا ہے۔

تقلید کا ثبوت احادیث سے

● حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم میں کتنا عرصہ تمہارے درمیان رہوں گا پس تم میرے بعد دو شخصوں کی اقتداء کرنا، ایک حضرت ابوبکر، دوسرے حضرت عمرؓ کی۔ (ترمذی ۲:۲۰۷ باب المناقب، ابن ماجہ ص:۱۰، مسند احمد ۵:۱۹۵، مصنف ابن ابی شیبہ ۷:۴۷۳، کتاب الفضائل، کنز العمال ۱۱:۵۶۲، حدیث نمبر ۳۲۶۵۶)

اس حدیث شریف میں اقتداء کا حکم وارد ہے، اقتداء کا لفظ دینی امور میں تقلید کے لئے استعمال ہوا ہے، قرآنی آیات اور احادیث میں اس کے بیشمار نظائر موجود ہیں لہذا حضرت ابوبکرو حضرت عمرؓ کی اس حدیث شریف میں صرف اقتداء کا حکم دیا گیا ہے یعنی جو یہ حضرات کہیں اس کو مان لو، ان سے دلیل نہیں طلب کی گئی ہے۔ اسی کو تقلید کہتے ہیں۔

● حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے درمیان حضور اکرم ﷺ تشریف فرما ہوئے (طویل حدیث میں ہے) فرمایا: میرے بعد تم لوگ بہت اختلاف دیکھو گے، سو تم میری سنت کو اور میرے خلفاء راشدین مہدیین کی سنت کو لازم پکڑو۔ (مسند احمد ۴: ۱۲۶، ترمذی ۲: ۹۶، ابو داؤد ۲: ۶۳۵، سنن دارمی ۱: ۴۴، ابن ماجہ ص: ۵، مستدرک حاکم ۱: ۱۷۶)

مذکورہ روایت میں پیغمبر علیہ السلام نے اپنی سنت کے ساتھ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنے کا حکم دیا ہے بغیر دلیل مانگے ہوئے اسی کو تقلید کہتے ہیں۔

● حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلا شبہ اللہ تعالیٰ علم کو (دنیا سے) اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اُسے بندوں (کے دلوں) سے سلب کرلے بلکہ علم کو اس طرح اٹھائے گا کہ علماء کو (اپنے پاس) بلا لے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے اُن سے سوالات کیے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (صحیح بخاری ۱: ۲۰، کتاب العلم صحیح مسلم ۲: ۳۴۰ کتاب العلم، ابن ماجہ ۱: ۶، ترمذی ۲: ۹۴ کتاب العلم، ابن ماجہ ۱: ۵، مسند احمد ۴: ۱۶۱)۔

● حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جب ان کو یمن بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے ان سے پوچھا کہ (لوگوں کے درمیان) کس طرح فیصلہ کرو گے، انہوں نے جواب دیا کہ میں کتاب اللہ کے احکام کے مطابق فیصلہ کروں گا، آپ نے ارشاد فرمایا: اگر اس مسئلے کا حکم کتاب اللہ میں موجود نہ ہو تو پھر؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضور اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا، آپ نے پوچھا اگر سنت رسول اللہ ﷺ میں وہ حکم موجود نہ ہو تو پھر؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اس پر آپ نے ان کی توثیق فرماتے ہوئے فرمایا کہ تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کی ہیں جس نے رسول اکرم ﷺ کے قاصد کو اپنے پسندیدہ اور مرضی کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ (ترمذی ۱:۲۴۷ کتاب الاحکام فی القاضی کیف یقضی، مسند احمد ۵:۲۸۸، بن عدی فی الکامل ۲:۱۹۴، رواہ الطبرانی فی الکبیر ۲۰:۱۷۰، حدیث نمبر ۳۶۲، رواہ البیہقی ۱۰:۱۱۴)

خیر القرون میں صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین کسی نے تقلید شرعی کی مخالفت نہیں کی۔ معلوم تاریخ میں غیر مقلدیت کے سب سے پہلے داعی امام شوکانی ہیں لیکن عوام وخواص کی خاطر خواہ تعداد نے ان کے اس دعوے کو قبول نہیں کیا۔ بطور فرقہ غیر مقلدیت کے یہ داعی ۱۳ ؍ویں صدی ہجری کے اخیر سے شروع ہوئے۔ یہ غیر مقلدین دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ غیر مقلدیت صحابہ کے زمانے سے ہے لیکن یہ محض دعویٰ ہی ہے۔ اس کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ احناف، مالکیہ، شوافع، حنابلہ بلکہ شیعوں کے بھی مدارس، کتابیں، یہاں تک کہ قبرستان بھی ملتے ہیں۔ لیکن ۱۳ ؍ویں صدی ہجری سے قبل غیر مقلدین اپنا کوئی نشان نہیں بتا سکتے۔ نہ کوئی مدرسہ، نہ کوئی کتاب، نہ کوئی مسجد، یہاں تک کہ نہ کوئی قبرستان۔

بغیر تقلید کے اسلام پر عمل ناممکن ہے۔ اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے۔

(۱) کلمہ کا اقرار (ایمان) (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج۔

مثال کے طور پر صرف دو مثالیں لیجئے۔

مثال نمبر۱:- ایمان ''کلمہ ' لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا اقرار ہے۔ جبکہ غیر مقلدین پورے کلمہ (لا لہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کو کم از کم صحاح ستہ کی کسی حدیث میں نہیں بتا سکتے۔ جبکہ پوری امت مسلمہ اور خود غیر مقلدین اس بات پر متفق ہیں کہ مذکورہ کلمہ کا اقرار ہی ایمان ہے، اور اس کا ثبوت صرف تقلید سے ہے۔ گویا وہ بغیر تقلید کے ایمان بھی نہیں لا سکتے۔ اگر وہ اس کے منکر ہیں تو کم از کم صحاح ستہ میں پورا کلمہ ایک ساتھ بتا دیں۔

مثال نمبر۲:- مکمل نماز جانے دیجئے، صرف ایک رکعت نماز پر غور کیجئے۔ ایک رکعت نماز میں بھی دسیوں مسائل ایسے ہیں جن کی دلیل قرآن یا حدیث میں موجود نہیں ہے۔ لیکن اُس کے بعد بھی پوری امت اور خود غیر مقلدین بھی اُس پر عمل کرتے ہیں، جن میں سے چند ملاحظہ ہوں۔

۱) امام تکبیرات بلند آواز سے کہتا ہے اور مقتدی آہستہ سے کہتے ہیں۔

۲) امام سورۂ فاتحہ بلند آواز سے پڑھتا ہے اور مقتدی آہستہ سے پڑھتے ہیں۔

۳) جب بھی قیام کی حالت میں ہوتے ہیں تو ہاتھ باندھتے ہیں لیکن رکوع سے اٹھنے کے بعد قومہ میں ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

۴) رکوع میں امام بھی اور مقتدی بھی آہستہ سے سبحان ربی العظیم کہتے ہیں۔

۵) سجدہ میں امام بھی اور مقتدی بھی آہستہ سے سبحان ربی الاعلیٰ کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا امور صرف تقلید کے ذریعے ہی ادا کئے جاتے ہیں۔اُن کی دلیل میں قرآن کریم کی کوئی آیت یا کوئی حدیث موجود نہیں ہے اگر غیر مقلدین اس کے منکر ہیں تو مذکورہ بالا امور میں صرف ایک ایک حدیث پیش کردیں۔

بڑے شرم کی بات ہے کہ تقلید کو شرک کہتے ہیں اور وہ اِس کا خیال نہیں کرتے کہ یہ تقلید صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین سے لے کر آج تک پوری امت کرتی آئی ہے۔ اور خود غیر مقلدین بھی یہ کرتے ہیں اور اُسے شرک کہتے ہیں۔ اور یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائے گا۔ اور جس گناہ کو چاہے گا معاف کر دے گا۔ جب غیر مقلدین خود اپنے اصول سے مشرک ہیں تو وہ نماز بھی پڑھتے ہیں تو شرک ہوتا ہے۔ گویا وہ اپنے مسلک پر رہتے ہوئے نماز بھی نہیں پڑھ سکتے۔

ائمہ اربعہ میں سے کسی امام پر ترک حدیث کا الزام صحیح نہیں

علامہ ابن تیمیہؒ کی ایک کتاب ہے ''دفع اعلام عن الائمۃ الاعلام'' اس میں انہوں نے ثابت کیا ہے وجوہ دلالت کے اس قدر کثیر ہیں کہ کسی مجتہد پر یہ الزام صحیح نہیں ہوسکتا کہ اُس نے حدیث کا انکار کیا۔ یہ کتاب دیکھنے کے قابل ہے۔

یہ کہنا بڑا مشکل ہے کہ مجتہد کے پاس اپنے قول کی دلیل نہیں اس واسطے کہ کہیں احتجاج بعبارۃ النص ہوتا ہے۔ اور کہیں باشارۃ النص اور یہ سب احتجاج بالحدیث ہے۔

عامل بالحدیث دراصل مقلدین ہی ہیں

عمل بالحدیث دوطریقے سے ہوتا ہے۔ ایک تو عمل بکل الاحادیث ہے دوسرا عمل ببعض الاحادیث ہے۔ اگر عمل بالحدیث سے مراد عمل بکل الاحادیث ہے تو یہ تو غیر مقلدین بھی نہیں کرتے۔ اور ممکن بھی نہیں کیوں کہ آثار مختلفہ و احادیث متعارضہ میں سب احادیث پر عمل نہیں ہوسکتا۔ یقیناً بعض پر عمل ہوگا اور بعض کا ترک ہوگا۔ اگر عمل بالحدیث سے مراد عمل ببعض الاحادیث ہے تو اس معنی میں مقلدین بھی عامل بالحدیث ہیں۔ غیر مقلدین صرف اپنے ہی کو عامل بالحدیث کیسے کہتے ہیں؟

اتباع حدیث مقصود بالذات ہے اور ائمہ اربعہ محض واسطہ فی التفہیم ہوں گے۔ جو شخص بلا واسطہ عمل بالحدیث کا دعویٰ کرتا ہے وہ حدیث کا اتباع اپنی فہم کے ذریعے سے کرتا ہے۔ اور یقیناً سلف صالحین کی فہم، عقل ورع، تقویٰ و دیانت، خشیت و احتیاط ہمارے اور غیر مقلدین سے زیادہ تھی تو بتلائیے عمل بالحدیث کس کا کامل ہوا؟ مقلدین کا جو سلف کے ذریعے سے احادیث پر عمل کرتے ہیں یا غیر مقلدین کا جو اپنی فہم کے ذریعہ سے حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ اس کا فیصلہ اہل انصاف خود کرلیں۔

حاصل

اوپر کی تحریرات سے ثابت ہوتا ہے کہ تقلید واجب ہے بغیر تقلید کے ایک رکعت نماز بھی نہیں پڑھ سکتے، پورے اسلام پر عمل کرنا تو دور کی بات ہے۔

غیر مقلدین کی تشکیک

تشکیک کہتے ہیں شک پیدا کرنے کے لئے سوالات کرنا اور غیر مقلدین سوالات شک پیدا کرنے کے لئے ہی کرتے ہیں۔

سوال:- کیا تقلید صحابہ، تابعین یا تبع تابعین کے زمانے میں تھی؟ جب خیر القرون میں نہیں تھی تو اب کیوں؟

جواب:- ایمان کے قبول کرنے کی مثال، اور نماز کے ایک رکعت کے امور کی مثال اوپر پیش کر دی گئی کہ اُن امور میں بھی صحابہ کرام ؓ، تابعین، تبع تابعین تقلید کرتے تھے۔ اور اگر غیر مقلدین اس کے منکر ہیں تو مذکورہ بالا دونوں امور کی دلیل میں صریح آیت یا احادیث صریحہ پیش کریں۔ اور وہ پیش کر سکتے ہی نہیں تو معلوم ہوا کہ تقلید شرعی ہر زمانے میں موجود تھی۔ اور اس کے بغیر اسلام پر عمل ناممکن ہے۔

سوال:- بجائے صحابہ کے ائمہ کی تقلید کیوں ضروری ہے؟

جواب:- تقلید کے لئے مجتہد کے مسلک کا مدون و منضبط ہونا ضروری ہے۔ اور صحابہ میں سے کسی کا مسلک اس طرح اصولاً و فروعاً مدون ہی نہیں۔ اس لئے اُن کی تقلید کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

سوال:- تقلید شخصی کے متعلق قرآن و صحیح حدیث میں کیا حکم ہے؟

جواب:- ابھی تک غیر مقلدین کے نزدیک تقلید ''شرک'' اور ''بدعت'' تھی۔ اور تقلید کو وہ لوگ لاعلمی، جہالت، اندھا پن وغیرہ وغیرہ کہتے تھے۔ اب جبکہ تقلید کی دلیل میں قرآن کریم کی آیات، احادیث، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین کے عمل اور خود اُن کا عمل بھی پیش کر دیا گیا، جس کے انکار سے وہ عاجز ہیں، تو مسئلہ کو نہ ماننے کے لئے اور اُس میں تشکیک کیلئے مزید سوالات پیدا کرتے ہیں اور تقلید کی دو قسمیں بتاتے ہیں۔ جب مطلق تقلید کو شرک بدعت کہہ چکے تو اب اُس کی قسموں پر اتر آئے۔ پہلے غیر مقلدین یہ واضح کریں کہ کیا انہوں نے تقلید کو واجب مان لیا؟ اس کے شرک اور بدعت ہونے سے انکار کر دیا؟ اُسکے بعد مزید گفتگو کریں۔ اس سوال میں غیر مقلدین کو صرف تقلید شخصی پر اعتراض ہے جس طرح انہوں نے تقلید کو حق مان لیا ویسے ہی تقلید شخصی کو حق مانیں۔

دراصل جب قرآن کریم، احادیث، خیر القرون کے فعل سے ثابت کر دیا گیا کہ تقلید نہ صرف جائز ہے بلکہ واجب ہے تو اِن کی بنیاد ہی ڈھ گئی۔ پھر وہ ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں کہ کسی طرح سے عوام کے ذہن میں شک باقی رہے۔ اس لئے زبردستی سوالات قائم کر رہے ہیں کہ تقلید شخصی کے متعلق قرآن وصحیح حدیث میں کیا حکم ہے؟ جب تقلید کو مطلق شرک، جہالت کہہ چکے تو کیا ایسا بھی ممکن ہے کہ تقلید (جہالت اور شرک) جب غیر شخصی ہو تو جائز ہو جاتی ہے؟

سوال:- اگر تقلید کا حکم ہے تو آیت اور حدیث صاف صاف لکھ دیجئے جس میں یہ ہو کہ فلاں امام کی تقلید تم پر فرض ہے؟

جواب:- مثل مشہور ہے ’’خوئے بد را بہانہ بسیار‘‘۔ جب تمام حیلے بہانے بیکار ہو گئے تو نہ ماننے کے لئے کوئی بہانہ تلاش کرنا ہے تو بہانہ ایسا تلاش کیا جیسے بنی اسرائیل تلاش کرتے تھے۔ یعنی گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تو پے در پے سوالات شروع۔ وہ گائے کیسی ہو، اُس کا رنگ کیسا ہو؟ وہ کیا کرتی ہو؟ وغیرہ وغیرہ۔ جب نہیں ماننا ہے تو مطالبہ ایسا پیش کیا جس سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر جرأت ہو گئی (نعوذ باللہ من ذالک)۔

سوال کیا کہ قرآن کریم میں ائمہ اربعہ کا نام بتاؤ ورنہ ہم نہیں مانیں گے۔ اصل میں غیر مقلدین کا وطیرہ ہی یہی ہے۔ ان کے بڑے بھائی منکرین حدیث مطالبہ کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں بخاری، ترمذی اور محدثین کے نام بتاؤ؟ ورنہ ہم حدیث کو نہیں مانیں گے۔ کیا انہیں اتنا بھی علم نہیں ہے کہ قرآن کریم اور احادیث کلیات پیش کرتے ہیں، جزئیات نہیں۔ قرآن کریم یا احادیث میں جزئیات کا مطالبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر جرأت کرنا ہے۔ مثلاً قرآن کریم اور احادیث میں ''مسجدِ حرام'' کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہے اور احادیث میں یہ تو بھی آتا ہے کہ پیشاب، پاخانہ کے لئے قبلہ کی رُخ یا پیٹھ نہ کرو۔ بلکہ شرقاً غرباً رہو کیونکہ مسجد نبوی کا قبلہ جنوب کی سمت ہے۔ غیر مقلدین ہندوپاک میں مغرب کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ کیا یہ قرآن وحدیث سے بتائیں گے کہ ہندوپاک میں قبلہ مغرب کی سمت ہے۔ یقینی بات ہے کہ نہیں بتا سکتے کیوں کہ یہ جزئیات میں سے ہے۔ اور یہ تو فقہاء کا کام ہے کہ عوام کو قبلہ کی سمت کا تعین کر کے بتائیں۔ پھر غیر مقلدین کا قرآن وحدیث میں ائمہ اربعہ یا امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے ناموں کا آیت یا حدیث میں مطالبہ بہانہ بسیار ہے۔

رہ گیا یہ کہ ائمہ اربعہ کی تقلید کس دلیل سے ہے؟ تو یہ بالکل ظاہر ہے کہ ائمہ اربعہ کی تقلید ''اجماعِ امت'' سے ہے جو کہ شرعی دلائل میں سے ہے۔

سوال:۔ اجماع کی تعریف کیا ہے؟ اور کن لوگوں کا اجماع معتبر ہے؟ کیا تقلید ،تقلید شخصی پر اجماع ہوا ہے؟ اگر ہوا ہے تو کب؟ کہاں اور کن کا؟

جواب:۔ غیر مقلدین کے نزدیک اجماع حقیقی ممکن ہی نہیں ،اُن کا اجماع صرف تصوراتی ہے، پھر بھی اُن کو اجماع کی فکر ہے۔ اُن کے نزدیک تو صرف قرآن وحدیث حجت ہے۔ اور تقلید حرام وشرک ہے۔ اور اجماع تو غیر نبی کا ہوتا ہے، جو خود تقلید ہے۔ تو اس تقلید کی اُن کو فکر کیوں ہوگئی؟ پھر بھی استحساناً جواب ملاحظہ ہو۔ ہم عصر مجتہدین کا کسی شرعی حکم پر اتفاق کرنا (چاہے وہ عملاً ہو یا قولاً) اجماع کہلاتا ہے۔ اُس پر متواتر عمل ہونے سے اُس کا متواتر ثبوت ہوتا ہے۔ مثلاً امت کا اس پر اجماع ہے کہ سند کے اعتبار سے ''صحیح بخاری'' اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے۔ اگر یہ کوئی کہے کہ اجماع کب ہوا؟ کہاں ہوا اور کن کا ہوا؟ تو کیا صحیح بخاری پر اجماع تسلیم نہیں کیا جائے گا؟ اجماع کیلئے ضروری نہیں کہ زمان، مکان یا اشخاص کا تعین ہو، اگر عرف میں عملاً بھی اجماع ہو جائے تو اجماع کے لئے کافی ہے۔ اور خیر القرون کے بعد ہر جگہ ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی امام کی تقلید شخصی پر متواتر عمل جاری رہا ہے۔ یہی اس کے اجماع پر قوی ترین دلیل ہے۔

سوال:- ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد ابن حنبلؒ) کی تخصیص کیوں ضروری ہے؟

جواب:- ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے مجتہد کی تقلید کی جائے جس کا فقہ اصولاً وفروعاً ایسا مدون ومنضبط ہو کہ قریب قریب تمام سوالات کے جوابات اس میں جزئیاً یا کلیاً مل سکیں تا کہ دوسرے اقوال کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ اور یہ امر منجانب اللہ ہے کہ یہ صفت بجز مسالک اربعہ کے کسی مسلک کو حاصل نہیں تو ضروری ہوا کہ ان ہی میں سے کسی مسلک کو اختیار کیا جائے۔ کیوں کہ پانچویں مسلک کو اختیار کرنے میں پھر وہی خرابی پیدا ہوگی کہ جن سوالات کے جوابات اس میں نہ ملیں تو ان کے لئے دوسرے مسلک کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور نفس کو وہی بے لگامی کی عادت پڑے گی جو فساد کا باعث ہے۔ مسالک اربعہ کی تخصیص کی وجہ یہی ہے۔ اور اسی بناء پر مدت سے اکثر جمہور علمائے امت کا یہی تعامل اور توارث چلا آ رہا ہے حتی کہ بعض علماء نے ان چاروں مسالک میں اہلسنت والجماعت کے منحصر ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔

نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟

غیر مقلدین کا موقف:۔ سینہ پر ہاتھ باندھنا ’’سنت مؤکدہ ہے‘‘۔ **دلیل:**۔ صحیح صریح حدیث

احناف کا موقف:۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ’’سنن زوائد‘‘ میں سے ہے۔ **دلیل:**۔ ضعیف احادیث یا افعال اقوال سلف

سینہ پر ہاتھ باندھنے کی روایات

وائل بن حجرؓ	قبیصہ بن ہلبؓ	طاوسؒ	دیگر تمام روایات	آثار
اسناد میں نظر، علیٰ صدرہٖ غیر محفوظ	اسناد میں کلام، علی صدرہٖ غیر محفوظ	اسناد ضعیف، مرسل	ضعیف	حجت نہیں

حضرت وائلؓ بن حجر کی روایات

[صحیح ابن خزیمہ سے]

مومل بن اسماعیل:۔ منکر الحدیث، کثیر الخطاء، ثوری سے روایت میں ضعف (میزان الاعتدال ج۴ ص۲۲۸، تہذیب التہذیب ج۱۰ ص۳۴۰، فتح الباری ج۹ ص۲۰۶)

(روایت غیر محفوظ اور مومل بن اسماعیل منفرد اس لئے بطور دلیل قبول نہیں کی جائے گی)

[بیہقی سے]

اُم یحیٰ یا اُم عبد الجبار:۔ ابن ترکمانی انہیں مجہول کہا ہے۔ (الجوھر النقی)

سعید بن عبد الجبار بن وائل الحضرمی:۔ ضعیف (تقریب ج ص)

محمد بن حجر بن عبد الجبار:۔ (۱) ذہبی نے کہا ہے انکے پاس مناکیر ہیں (۲) امام بخاریؒ سے نقل کیا ہے کہ ان میں کچھ نظر ہے۔ محمد کی اپنے چچا سے روایتیں منکر ہوتی ہیں۔ (میزان ج۳ ص۵۱۱)

(بہت ضعیف، بیہقی کی یہ روایت متابعت کے قابل بھی نہیں)

حضرت قبیصہ بن ھلب کی روایات

[مسند احمد سے]

قبیصہ بن ھلب:۔ مضطرب الحدیث، ضعیف، (میزان ج۲ ص۲۳۳)

یحیٰ بن سعید:۔ ضعیف (تجلیات صفدر ج۳ ص۵۲۰)

سماک بن حرب:۔ ضعیف، لین، مضطرب الحدیث، (تہذیب التہذیب ج ص)

(اس روایت میں تصحیف کاتب ہے، ضعیف ہے اسلئے بطور دلیل قابل قبول نہیں)

حضرت طاوسؒ کی روایات

[مراسیل ابوداؤد سے]

سلیمان بن موسیٰ:۔ لین الحدیث، انکے پاس منکر اشیاء ہیں، اضطراب، حافظہ مختلط۔ (تہذیب التہذیب ج۴ص۲۲۷ تقریب ج اص ۳۳۱)

(غیر مقلدین کے نزدیک مرسل حدیث حجت نہیں مزید یہ کہ اسناد ضعیف اسلئے بطور دلیل نا قابل قبول)

آیت "فصل لربک وانحر" کی تفسیر

[سنن بیہقی سے ابن عباسؓ کی روایت]

روح ابن میتب:۔ متروک، موضوع، اور احادیث غیر محفوظ

[طبرانی، بیہقی سے حضرت علیؓ سے روایت]

یہ روایت بطریق حضرت علیؓ پیش کرنا صحیح نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

آثار

اول تو ان آثار کی اسناد غیر صحیح ہیں۔ دوم غیر مقلدین کو ان آثار کے پیش کرنے کا کوئی حق ہی نہیں ہے کیونکہ غیر نبی کا قول و فعل ان کے نزدیک حجت نہیں۔

قیاسات

غیر مقلدین بعض مرتبہ ایسی روایات پیش کرتے ہیں جن میں سرے سے ''علیٰ صدرہ یعنی سینہ پر'' کا لفظ ہی نہیں ہوتا لیکن وہ ان روایات سے ''سینے پر'' قیاس کرتے ہیں اور اپنے قیاس کو حدیث کا نام دیتے ہیں یعنی ''بات اپنی نام حدیث کا''۔ مثلاً مسند احمد، صحیح ابن خزیمہ وغیرہ سے حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت پر شیخ البانی کا قول، صحیح بخاری سے حضرت سہل بن سعدؓ کی روایت سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا رد اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا اثبات ثابت کرنیکی کوشش کرتے ہیں جب کہ اس روایت میں نہ ''تحت السرۃ'' ہے اور نہ ''علی صدرہ'' ہے۔ اس سے اپنا موقف ثابت کرنا وہی ''بات اپنی نام حدیث کا'' ہے۔

بعض مرتبہ غیر مقلدین اپنے استدلال میں ایسی روایات بھی پیش کرتے ہیں جن میں فوق السرہ یعنی ''ناف کے اوپر'' کے الفاظ ہوتے ہیں۔ جبکہ ان کا دعویٰ سینہ پر ہاتھ باندھنے کا ہے، ناف کے اوپر کا نہیں، اسلئے فوق السرہ کی روایات ان کی طرف سے نا قابل قبول ہیں۔

غیر مقلدین کا دعویٰ ''سینے پر ہاتھ باندھنے کی دلیل میں'' ایک بھی ''صحیح حدیث'' موجود نہیں ہے، جس سے ثابت ہو سکے کہ کسی نے ایک مرتبہ بھی حضور ﷺ کو سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا ہو، پھر اسکو ''سنت'' ثابت کرنا تو جوئے شیر لانا ہے۔ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے ''سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہے''، یہ غیر مقلدین کا صرف قیاس ہے، اور قیاس سے سنت مؤکدہ نہیں ثابت ہو سکتی۔

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایات

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائلین مذکورہ باب میں بہت سی روایات پیش کرتے ہیں، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت وائل ابن حجرؓ کی روایت (۲) حضرت علیؓ کی روایت (۳) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت

غیر مقلدین کہتے ہیں (۱) حضرت وائل بن حجر کی روایت غیر محفوظ ہے (۲) حضرت علیؓ کی روایت ضعیف ہے (۳) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ضعیف ہے

جائزہ:۔ غیر مقلدین کے پاس سینے پر ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں کوئی صحیح صریح مرفوع حدیث موجود نہیں ہے، اور ان کے نزدیک صرف صحیح حدیث حجت ہے اسلئے وہ بغیر دلیل سینہ پر ہاتھ باندھتے ہیں اور بغیر دلیل عمل کرنا انکے نزدیک شرک ہے اسلئے انہیں سینے پر ہاتھ باندھنا ترک کرنا چاہئے۔

اجتہاد:۔ سینہ پر ہاتھ باندھنے کی مرفوع روایات اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی مرفوع روایات دونوں ضعیف ہیں یا کم از کم ''غیر محفوظ'' ہیں اسلئے دونوں جانب روایات یکساں درجہ کی ہوگئیں۔ اس سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ ''جب احادیث متساویۃ الاقدام (یکساں درجہ کی) ہوں تو سلف (صحابہ وتابعین کبار) کے اقوال افعال سے ایک جانب ترجیح دی جائیگی۔''

حضرت حجاج بن حسانؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو مجلزؒ سے سنا (راوی کہتے ہیں) میں نے ان سے دریافت کیا کہ (حضور اکرم ﷺ ہاتھوں کو) کیسے رکھتے تھے، تو فرمایا کہ حضور ﷺ اپنے دائیں ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے ظاہری حصہ پر رکھتے تھے اور ان دونوں کو ناف سے نیچے رکھ لیتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ "وضع الیمین علی الشمال" ج ۳ ص ۳۲۳)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ "وضع الیمین علی الشمال" ج ۳ ص ۳۲۲)

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں دو جلیل القدر تابعین حضرت ابو مجلزؒ کا قول "صحیح" سند کے ساتھ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ کا قول "حسن" سند کے ساتھ موجود ہے۔ اسلئے دونوں "آثار" کی بناء پر احناف کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا موقف راجح ہو گیا اور اسی کو معمول بہ ٹھہرایا گیا۔

کیامقتدی پرسورۂ فاتحہ فرض ہے؟

غیرمقلدین: نماز جہری ہو یا سرّی مقتدی پر سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔**دلیل**: قرآن کریم کی صریح آیت یا احادیث صحیحہ صریحہ متواترہ۔

احناف: نماز جہری ہو یا سرّی، مقتدی کیلئے سورۂ فاتحہ پڑھنا جائز نہیں بلکہ مکروہ تحریمی ہے۔**دلیل**: قرآن کریم کی آیت یا صحیح صریح حدیث۔

سورۂ فاتحہ پڑھنے کی روایات

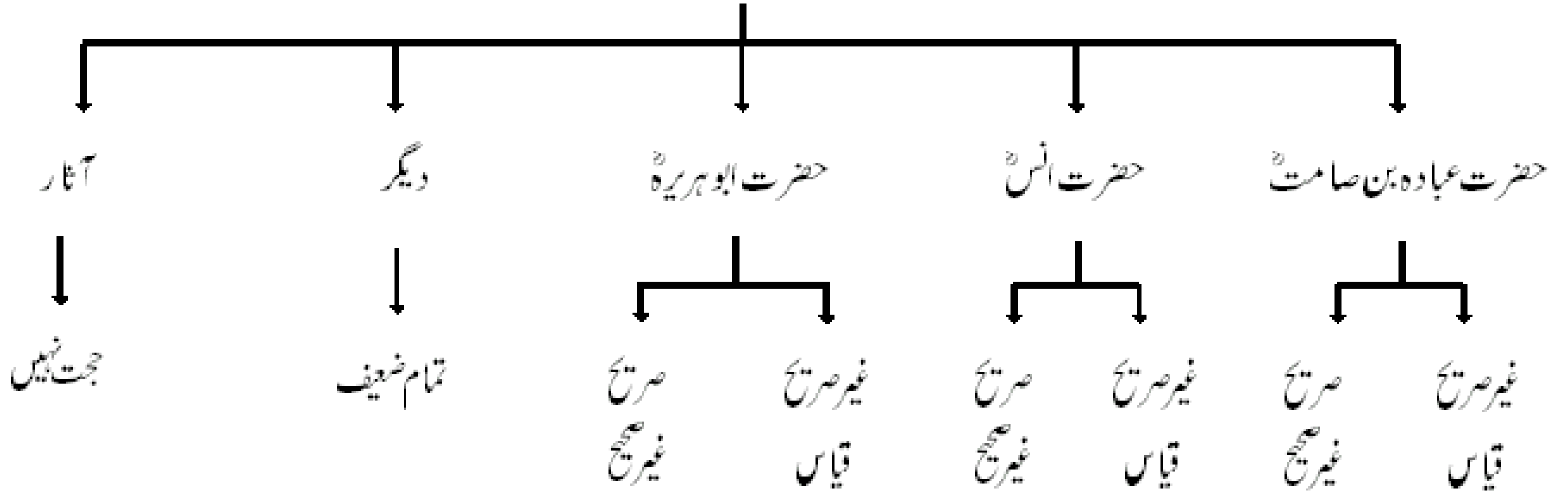

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے صریح روایات

[ترمذی، ابوداؤد، جزءالقراۃ]

حضرت عبادہ بن صامتؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی پس ان پر قرأت دشوار ہوگئی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم پڑھتے ہو امام کے پیچھے ہم نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول (ﷺ) فرمایا کہ تم ایسا مت کرو مگر ام القرآن (سورۂ فاتحہ) اسلئے کہ جس نے اسکو نہ پڑھا اس کی نماز نہیں۔ (اسی طرح دوسری روایات ہیں)

ان روایات میں "محمد ابن اسحاق، مکحول، زید ابن واقد، ہیثم بن حمید، نافع بن محمود بن الربیع عمرو بن شعیب عن ابیہ، عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ" رواۃ ہیں، جن کے بارے میں درج ذیل کلام ہے۔

محمد بن اسحاق:۔ مدلس، ضعف، حجت نہیں.................(تہذیب ج۹ص ۳۶) **مکحول**:۔ مرسل، مدلس.................(تہذیب ج۱۰ص ۲۵۹)

زید ابن واقد:۔ مرسل.................(تہذیب ج۳ص ۳۷۱) **ہیثم بن حمید**:۔ ضعف، غیر ثقہ.................(تہذیب ج۱۱ص ۸۱)

نافع بن محمود بن الربیع:۔ مجہول، ضعف (تہذیب ج۱۰ص ۳۶۶) **عمرو بن شعیب عن ابیہ**:۔ مدلس، لغو، ان کے پاس منکر اشیاء ہیں (تہذیب ج۸ص ۴۹)

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ:۔ ضعف، مرسل.................(تہذیب ج۸ص ۴۴)

(مذکورہ تمام روایات "صحیح" نہیں اسلئے بطور دلیل نا قابل قبول)

حضرت انسؓ سے صریح روایات

[جزءالقرأۃ بخاری، ابن حبان، ابویعلیٰ ،طبرانی اوسط، مجمع الزوائد، دارقطنی ،مسند احمد ،بیہقی]

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کیساتھ نماز پڑھی پس جب نماز سے فارغ ہوئے صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کیا تم لوگ اپنی نماز میں پڑھتے ہو؟ جبکہ امام پڑھتا ہے پس صحابہؓ چپ رہے آپ ﷺ نے اس بات کو تین مرتبہ فرمایا ایک شخص یا کئی اشخاص نے کہا بے شک ہم لوگ ایسا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو اور سورۃ فاتحہ کو آہستہ پڑھو۔ (اسی طرح دوسری روایات ہیں)

ان روایات میں ''عن ابی قلابہ عن انس، عبد اللہ الرقی، محمد بن ابی عائشہ عن رجل من اصحاب، عن قلابہ عن نبی ﷺ'' اسناد اور رواۃ ہیں جن کے بارے میں درج ذیل کلام ہے۔

عن ابی قلابہ ابی قلابہ عن انس: غیر محفوظ (تلخیص الحبیر) **عبد اللہ الرقی:** وہم (تقریب نمبر ۳۲۶۴)

محمد بن ابی عائشہ عن رجل من اصحاب:۔ انقطاع کا گمان (تلخیص الحبیر)

ابی قلابہ عن محمد بن عائشہ عن رجل عن اصحاب:۔ غیر محفوظ (تلخیص الحبیر) **عن قلابہ عن نبی:۔** مرسلا (مصنف ابن ابی شیبہ ج ص)

(مذکورہ تمام روایات ''صحیح'' نہیں اسلئے بطور دلیل نا قابل قبول)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایات

[صحیح مسلم،جزء القراۃ،ابن ماجہ]

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کا قول ہے مرفوع حدیث نہیں ہے۔

جزء القراۃ بخاری کی روایت صحیح درجہ تک نہیں پہنچتی اور وہ بھی حضرت ابو ہریرہؓ کا قول ہے۔

ابن ماجہ کی روایت میں میرک نے علقمہ سے نقل کیا فانتھی الناس عن القراۃ ....(لوگ قراۃ سے رک گئے) یہاں سے زہری کا کلام ہے مرفوع حدیث نہیں ہے۔

(غیر مقلدین کے نزدیک غیر نبی کا قول وفعل حجت نہیں اسلئے مذکورہ روایات بطور دلیل نا قابل)

نماز میں مقتدی کیلئے سورۂ فاتحہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے

احناف کے نزدیک مقتدی کو نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا مکروہ ہے وہ اپنے دعوے کی دلیل میں متعدد دلائل پیش کرتے ہیں جن میں سے چار قسم کے دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔

- قرآن کریم کی آیت
- حدیث جب امام قرأت کرے خاموش رہو
- حدیث جس کا کوئی امام ہو
- آثار

(۱) قرآن کریم کی آیت:۔ آیت کریمہ ''وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ **ترجمہ:**۔ جب قرآن پاک پڑھا جائے تو تم سب اس کیطرف کان لگایا کرو اور خاموش رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے ۔ (سورہ اعراف آیت ۲۰۴)

جمہور صحابہ کرام کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت مقتدی کے سننے کے بارے میں ہے۔

(۲) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا پس ہمارے لئے ہمارا طریقہ کا واضح فرمایا اور ہمیں ہماری نماز سکھائی، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم نماز شروع کرو تو صفیں خوب اچھی طرح سیدھی کر لیا کرو، پھر تم میں کا ایک شخص امام بنے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو (اور بروایت جریر عن سلیمان عن قتادہ اس حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ) اور جب وہ قرأت شروع کرے تو خاموش ہو جاؤ اور جب وہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو، اللہ تعالیٰ تمہاری دعا کو قبول کریگا۔............... (صحیح مسلم باب التشھد فی الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۴، مسند احمد ج ۴ ص ۴۱۰)

مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے کے وجوب میں یہ حدیث صحیح بھی ہے اور صریح بھی ہے۔

(۳) جس شخص کیلئے امام ہو (یعنی وہ مقتدی بن کر نماز پڑھے) تو امام کی قرأت اس کیلئے بھی قرأت ہے (ابن ماجہ ص ۶۱، مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۹، موطا امام محمد ص ۹۷، کتاب لآثار ج ۱ ص ۴۰)

اگر اس حدیث کو بالفرض ضعیف بھی مانا جائے تو یہ بطور شاہد ہے اور حدیث عبادہ کی مفسر ہے

(۴) آثار:۔ اس میں صحابہ وتابعین کے اقوال ہیں۔

اجتہاد:۔ مقتدی پر سورۂ فاتحہ فرض ہونیکی دلیل میں غیر مقلدین کے پاس ایک بھی صحیح صریح حدیث موجود نہیں ہے (کیونکہ اس سلسلہ میں جو حدیث صحیح ہے وہ صریح نہیں ہے اور جو صریح ہے وہ صحیح نہیں ہے)، اسلئے غیر مقلدین کا دعویٰ رد ہے۔ احناف کے پاس ''قرآن پاک کی آیت'' اور ''صحیح مسلم کی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے حدیث'' موجود ہے جو صحیح صریح حدیث ہے ان دونوں (آیت اور حدیث) سے مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت نہ کرنیکا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ اور ترک واجب مکروہ تحریمی ہے۔ اسلئے مقتدی کیلئے نماز (چاہے جہری ہو یا سری) میں امام کے پیچھے قرأۃ (سورۂ فاتحہ یا اس سے زیادہ پڑھنا) مکروہ تحریمی ثابت ہوتا ہے۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصاب تخصص ص ۴۷ تا ص ۷۳)

کیا مقتدی کیلئے جہراً آمین کہنا سنت ہے؟

غیر مقلدین: ۔امام کی جہری قرأت میں والا الضالین کہنے پر مقتدی کو جہراً آمین کہنا سنت مؤکدہ ہے ۔**دلیل:** ۔صحیح صریح حدیث

احناف: ۔قرأت جہری ہو یا سرّی مقتدی کا سراً آمین کہنا سنن زوائد میں سے ہے ۔**دلیل:** ۔ضعیف احادیث یا افعال واقوال سلف

جہراً آمین کہنے کی روایات

حضرت وائل بن حجرؓ	حضرت ابو ہریرہؓ	حضرت ام حصینؓ	حضرت علیؓ	غیر صریح	آثار
مضطرب	غیر صحیح	غیر صحیح	ضعیف	قیاس	حجت نہیں

حضرت وائل بن حجرؓ کی روایات

[ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی، ابن ابی شیبہ جزءالقرأۃ، بخاری، دارقطنی، بیہقی، وغیرہ]

حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے کہ میں نے سنا نبی ﷺ سے کہ انھوں نے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پڑھا پھر آمین کہا (اور) دراز کی اس کے ساتھ آواز اپنی۔

حضرت وائل بن حجرؓ کی روایات میں جہراً اور سراً کے سلسلہ میں تو اضطراب ہے ہی لیکن جو روایات صرف جہراً کی ہیں ان میں بھی اضطراب ہے۔
ملاحظہ ہو:

حضرت وائل بن حجرؓ سے روایات

حدیث کی کتاب	جہر کے سلسلہ میں الفاظ	حدیث کی کتاب	جہر کے سلسلہ میں الفاظ
ابوداؤد	قَالَ آمِیْنَ رَفَعَ صَوْتَهُ	ترمذی	فَقَالَ آمِیْنَ مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ
ابن ماجہ	قَالَ آمِیْنَ فَسَمِعْنَاهَامِنْهُ	نسائی	قَالَ آمِیْنَ یَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ
ابن ابی شیبہ	جَهَرَ بِآمِیْنَ	جزءالقرأت بخاری	یَمُدُّ بِهَا صَوْتَهُ آمِیْنَ
بیہقی	قَالَ آمِیْنَ رَافِعًا بِهَا صَوْتَه	طبرانی معجم کبیر	قَالَ آمِیْنَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
طبرانی و بیہقی	قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ آمِیْنَ		

(حضرت وائل بن حجرؓ کی روایات مضطرب ہیں اور مضطرب روایات سے استدلال صحیح نہیں)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایات

[دارقطنی ، مستدرک حاکم،ابن ماجہ]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سورۂ فاتحہ کی قرأت سے فارغ ہوتے تو اپنی آواز کو بلند کرتے اور کہتے آمین ۔اور کہا (دارقطنی نے) هٰذَا اِسنَادُ حَسَنٌ یعنی یہ اسناد حسن ہے یعنی دارقطنی کو خود اعتراف ہے کہ یہ حدیث صحیح درجہ تک نہیں پہنچی ہے۔ (اسی طرح دوسری روایات ہیں)

ان روایات میں "اسحاق بن ابراہیم بن العلاء الزبیدی بن زبریق"، "بشر بن رافع" رواۃ ہیں، جن کے بارے میں درج ذیل کلام ہے۔

اسحاق بن ابراہیم بن العلاء الزبیدی بن زبریق:۔کذاب، وہمی (تہذیب ج ا ص ۱۹۶)

بشر بن رافع:۔ضعیف، اس کے پاس منکر اشیاء ہیں، اسناد موضوع، منکر الحدیث (تہذیب ج:ا ص:۴۰۹)

(حدیث غیر محفوظ، اسناد میں کلام اسلئے روایات بطور استدلال نا قابل قبول)

حضرت اُمّ حصینؓ کی روایات

[مسندراھویہ، طبرانی کبیر]

حضرت ام حصینؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی پس جب آپ ﷺ نے ولا الضالین کہاتو آمین کہا پس انہوں نے اسکوسنااوروہ عورتوں کی صف میں تھیں۔

اسماعیل بن مسلم مکی:۔ضعیف،منکرالحدیث،متروک،مختلط،بہت لغو(میزان،ج اص ۱۱۵،تہذیب ج اص ۲۹۹)

(حدیث غیرمحفوظ اورضعیف اسلئے بطوراستدلال ناقابل قبول)

حضرت علیؓ سے روایات

[مستدرک حاکم ،علل الحدیث]

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب امام غَيرِ الْمَغضُوبِ عَلَيهِمْ وَلاَ الضَّآلِّينَ کہتاتو (اس وقت) آمین کہتے ہوئے سنا۔

محمد بن ابی عبدالرحمٰن بن ابی لیلی:۔ضعیف (تخریج صلوۃ الرسول ص ۲۳۹ حاشیہ)،خراب حافظے والے

(اسنادمیں کلام اورحدیث ضعیف اس لئے ناقابل قبول)

غیرصریح روایات

اگرصحیح بھی ہوں تو قیاس کادرجہ رکھتی ہیں اورقیاس سے سنت مؤکدہ ثابت نہیں ہوسکتی۔

سرّاً آمین کہنے کی روایات

سرّاً آمین کہنے کی دلیل میں بہت سے روایت پیش کی جاتی ہیں جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں

- آمین دعا ہے
- حضرت سمرہ بن جندبؓ
- حضرت وائل بن حجرؓ
- حضرت ابوہریرہؓ
- آثار

مشہور تابعی حضرت عطاء بن رباحؒ نے کہا ''آمین'' دعا ہے۔ (بخاری ج ا باب اَلْجَھْرِ بِا لتَّامِینْ ص ۱۰۷) اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ''اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً ''یعنی اپنے رب کو پکارو عاجزی کے ساتھ خفیہ طور پر۔ (سورہ اعراف آیت نمبر ۵۵) اور حدیث شریف میں ہے ''اِنَّکُمْ لَاتَدْعُوْنَ اَصَمًّا وَّلَا غَائِبًا ''یعنی تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب مَا یُکْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّکْبِیْرِ ج ا ص ۴۲۰)۔ آیت اور احادیث مشیر ہیں کہ دعا میں اصل اخفاء ہے اور چونکہ آمین دعا ہے اسلئے اسمیں بھی اصل اخفاء (آہستہ، خفیہ) ہے۔ چنانچہ جمیع اہل سنت والجماعت اس پر متفق ہیں، جیسا کہ گذر چکا ہے اس لئے اس کی دلیل پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے عملاً فریق مخالف بھی اس پر عمل کرتا ہے لیکن استحساناً چند روایات پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت حسنؓ سے روایت ہے حضرت سمرہ بن جندبؓ اور عمران بن حصینؓ نے آپس میں بحث کی پس حضرت سمرہ بن جندبؓ نے کہا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دو سکتوں (خاموشیوں) کو یاد رکھا ایک سکتہ تو وہ ہے کہ جب تکبیر کہے اور دوسرا سکتہ وہ ہے کہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پڑھنے سے فارغ ہوئے پس سمرہؓ نے اس کو یاد رکھا اور عمران بن حصینؓ نے اس کا انکار کیا دونوں نے حضرت ابی بن کعبؓ کی طرف لکھا تو انہوں نے جواب دیا کہ سمرہؓ نے یاد رکھا۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ، بَابُ السَّکْتَۃِ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ ج ۱ ص ۱۱۳)

حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے ہم کو نماز پڑھائی پس جب غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پڑھا آمین کہا اور اپنی آواز کو آہستہ کیا اور اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا اور اپنے دائیں جانب اور بائیں جانب سلام پھیرا۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۳۱۶، ترمذی ابواب الصلوٰۃ، بَابُ مَا جَآءَ فِی التَّامِیْنِ ج ۱ ص ۵۸، ابوداؤد الطیالسی ص ۱۳۸، دارقطنی کتاب الصلوٰۃ، بَابُ التَّامِیْنِ فِی الصَّلٰوۃِ ج ۱ ص ۳۳۴، مستدرک حاکم کتاب التفسیر، بَابُ آمِیْنَ یُخْفِضُ الصَّوْتُ ج ۲ ص ۲۳۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں سکھاتے تھے فرماتے تھے امام سے جلدی مت کرو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی کرو اور جب وہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو تم کہو اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب اِئْتِمَامِ الْمَامُوْمِ بِالْاِمَام ج اص ۱۷۷)

اجتہاد:۔غیر مقلدین کے پاس آمین بالجہر کی "سنیت" کی **دلیل** میں کوئی صحیح صریح روایت موجود نہیں اسلئے انکا دعویٰ رد ہے۔

قرآن کریم کی آیت اور بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہےکہ دعا میں اصل خفا ہے۔اور آہستہ آمین کہنے کے سلسلہ میں حسن اور ضعیف روایات موجود ہیں احناف کے نزدیک جو آمین آہستہ سے کہنا سنت ہے وہ دراصل سنن زوائد میں سے ہے اور سنن زوائد کی **دلیل** ضعیف احادیث بھی ہو سکتی ہیں ۔نیز مصنف عبد الرزاق سے حضرت ابراہیم نخعیؒ کا اثر (جسکی اسناد صحیح ہیں) اور صحیح مسلم کی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے قیاس آمین بالسر (آہستہ آمین کہنے کو) راجح کرتا ہے۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصاب تخصص ص ۷۳ تا ص ۹۰)